اٹلی کے مسلمان

مفتی جنید انور

اٹلی جنوبی یورپ کا ایک ملک ہے جس کا کل رقبہ تین لاکھ ایک ہزار دو سو بیس مربع کلومیٹر ہے اور آبادی پانچ کروڑ اسی لاکھ سے کچھ زیادہ ہے۔ آبادی کے بیشتر طبقے کا مذہب رومن کیتھولک ہے، جس کا صدر مقام ویٹی کن سٹی (Vatican City) بھی اسی ملک میں واقع ہے۔ اٹلی کی سرکاری زبان اطالوی ہے لیکن ملک کے بعض حصوں میں فرانسیسی اور جرمن زبانیں بھی بولی جاتی ہیں، شرح خواندگی ۹۸٫۶ فیصد ہے۔ روم دارالحکومت ہے۔

اٹلی ایک قومی ریاست کے طور پر ۱۸۶۱ء میں وجود میں آیا۔ ۱۹۲۰ء میں یہاں پارلیمانی جمہوریت کا خاتمہ ہوا جب بلنیتیو مسولینی نے یہاں فسطائی آمریت قائم کی۔ دوسری جنگ عظیم میں مسولینی (۱۸۸۳ء، ۱۹۴۵ء) نے ہٹلر کی رہنمائی میں نازی جرمنی کے ساتھ اتحاد کرلیا۔ ہٹلر نے مسولینی کا وہ حال کیا کہ بقول شاعر

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

چنانچہ اٹلی کو جنگ میں اتحادیوں کے ہاتھوں شکست ہوئی۔ مسولینی اپریل ۱۹۴۵ء میں اپنی محبوبہ کلارا پتاچی (Calara Patacci) کے ساتھ گرفتار ہوا اور قتل کردیا گیا۔ ۱۹۴۶ء میں اٹلی سے شہنشاہیت کا سایہ ہٹا اور اسے وفاقی جمہوریہ قرار دیا گیا، جس کے بعد اس کی تعمیر و ترقی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔

مسلمانوں کا اٹلی سے سب سے پہلا سابقہ اس وقت پڑا جب یہ بازنطینی سلطنت کا حصہ تھا، یہاں کے علاقوں کے مسلمانوں نے ہی آزاد کروایا تھا۔ صقلیہ پر پہلا حملہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ۳۳ ہجری بمطابق ۶۵۳ عیسوی میں ہوا۔ اس کے بعد ۲۱۲ ہجری بمطابق ۸۲۷ء میں قیروان (تونس) کے قاضی اسد بن فراد کی سربراہی میں پہلی مرتبہ صقلیہ کے ایک حصے پر مستقل قبضہ ہوا اور رفتہ رفتہ پورا جزیرہ مسلمانوں کے قبضے میں آگیا۔ صقلیہ پر مسلمانوں کا قبضہ ۴۸۴ھ بمطابق ۱۵۹۱ء تک رہا۔ اس زمانے میں مسلمانوں نے صقلیہ میں تہذیب و تمدن اور علم و ادب کو بہت ترقی دی۔ سلامی ثقافت کا یہاں کی عیسائی آبادی پر گہرا اثر پڑا۔ صحیح مسلم کی سب سے پہلی شرح ''کتاب المعلم''، صقلیہ ہی کے ایک عالم امام مازریؒ نے لکھی۔ مشہور جغرافیہ دان ادریسی نے اپنی جغرافیہ کی کتاب اسی جزیرے میں لکھی۔ یہاں کے شاعروں

اور ادیبوں میں ابن رشیق اور ابن حمدیس کے نام سے اسلامی تاریخ کے طلباء بہت اچھی طرح واقف ہیں۔ ایک اور عالم ابن ظفر متوفی ۵۶۵ھ کی تفسیر قرآن کریم تین جلدوں میں مصر کے کتب خانہ خدیو میں موجود ہے۔ صقلیہ کے ایک عالم ابن الفرج الذکی صقلی اپنی سیاست کے دوران ہندوستان بھی آئے تھے۔ جس زمانے میں صقلیہ مسلمانوں کے پاس تھا، اسی زمانے میں جنوبی اٹلی پر بھی مسلمانوں کا اقتدار قائم ہوگیا تھا۔ جنوبی اٹلی کے یہ علاقے قلوریہ، انکبر دہ، اپولیسا اور کمپانیا پر مشتمل تھے۔ ریو، طارنت، البرندس، باری اور سلرنو یہاں کی ممتاز بستیاں تھیں۔ یہ علاقے کبھی صقلیہ کی اسلامی حکومت کے تحت آجاتے تھے اور کبھی خود مختار حیثیت اختیار کر لیتے تھے۔

باری ۲۵۸ھ بمطابق ۸۷۱ء میں، سلرنو ۲۶۲ھ بمطابق ۸۷۵ء میں، قلوریہ ۴۱۶ھ، بمطابق ۱۰۲۵ء میں اور انکبر دہ ۴۵۳ھ بمطابق ۱۰۶۱ء میں مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئے۔ جنوبی اٹلی میں مسلمانوں کا اقتدار زیادہ پائیدار اور مستحکم نہیں تھا، پھر بھی یہاں کئی اہلِ علم پیدا ہوئے۔ ان میں محدث ابو العباس قلوری متوفی ۲۵۳ھ کا نام اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ سننِ ابوداؤد میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔ مسیحی قبضے کے بعد جس طرح صقلیہ سے تمام مسلمان نکال دیئے گئے یا قتل کردیئے گئے، اسی طرح ان کو بھی جنوبی اٹلی سے نکال دیا گیا۔ صقلیہ سے ۶۴۷ھ، بمطابق ۱۲۴۹ء تک مسلمانوں کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ وہ یا تو قتل کر دیئے گئے تھے یا جلاوطن ہونے پر مجبور ہوئے یا عیسائی بنالئے گئے تھے۔

جنوبی اٹلی سے مسلمانوں کو نکالنے کے بعد ۶۲۰ھ بمطابق ۱۲۲۳ء کے قریب ان میں سے بیس ہزار مسلمانوں کو کمپانیا کے شہر لوسیرا میں آباد کردیا گیا تھا۔ یہ شہر نیپلز سے ۲۲ میل دور صوبہ سلونو میں واقع تھا۔ عرب اس کو لوجارہ کہتے تھے۔ بعد میں یہاں مسلمانوں کی آبادی اسی ہزار تک پہنچ گئی۔ صقلیہ کے بادشاہ فریڈرک اور اس کے بیٹے مینفرد (۶۵۲ھ بمطابق ۱۲۵۴ء تا ۶۶۵ھ بمطابق ۱۲۶۶ء) نے ان مسلمانوں کو فوج میں بھرتی کر کے ان کو پوپ کے خلاف استعمال کیا۔ لیکن مینفرڈ کے انتقال کے بعد ان مسلمانوں کے برے دن آگئے۔ مقامی حکمران پوپ کے زیرِ اثر آتے چلے گئے، جس کی وجہ سے مسلمان بے دست وپا ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ ۷۰۰ھ بمطابق ۱۳۰۰ میں لوسرا کے تمام مسلمان جن کی تعداد اسی ہزار تھی جبراً عیسائی بنالئے گئے اور اس طرح جنوبی اٹلی سے مسلمانوں کا خاتمہ ہوگیا۔

عثمانی ترکوں کے دور میں اگرچہ ترکوں نے جنوبی اٹلی کے شہر اوٹرانٹو کو ۸۸۵ھ بمطابق ۱۴۸۰ء میں فتح کرلیا۔ لیکن سال بھر کے اندر مسلمان واپس چلے گئے۔ اس کے بعد عثمانی ترکوں نے اٹلی کے ساحلی علاقوں پر بارہا چھاپے مارے، لیکن مسلمانوں کا اقتدار کبھی قائم نہیں ہوا۔

دوسرا دور: اٹلی میں مسلمانوں کی دوسری آمد کا سلسلہ موجودہ صدی کے وسط میں شروع ہوا۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر کتانی اپنی کتاب ”المسلمون فی أوروبا وأمریکا“ میں لکھتے ہیں:

''اس وقت اٹلی میں جو مسلمان ہیں وہ دوسری عالمی جنگ کے بعد آئے ہیں، ان میں کچھ وہ مسلمان تھے جنہوں نے مشرقی یورپ سے آکر پناہ لی۔ پھر سابق اطالوی نوآبادیوں کے مسلمان آنا شروع ہوئے۔ آخر میں تونسی مسلمان صقلیہ پہنچے۔ اطالوی باشندوں میں سے بھی بعض نے اسلام قبول کرلیا۔ ۱۹۷۱ء میں مسلمانوں کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچ چکی تھی، جن میں بیس ہزار مہاجر، دس ہزار مزدور، چار ہزار اسلامی ملکوں کے سفارت خانوں کے ملازم، دس ہزار طلبہ اور ایک ہزار اطالوی مسلمان تھے۔ صرف ۱۹۷۳ء میں روم کے اسلامی مرکز میں ۱۳۳ اطالوی باشندوں نے اسلام قبول کیا۔ ۱۹۷۱ء کے بعد مسلمانوں کی آمد میں بہت تیزی سے اضافہ ہوا، کیونکہ آٹھ سال بعد ۱۹۷۹ء میں ہی مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ اسی ہزار ہوگئی ہے۔ یہ مسلمان زیادہ تر عرب ہیں اور شمالی افریقہ کے ملکوں سے تلاشِ روزگار میں آئے ہیں'۔

تازہ ترین دستیاب شدہ اعداد و شمار کے لحاظ سے اٹلی میں مسلمانوں کی صحیح تعداد 9,60,000 اور 10,30,000 کے درمیان ہے۔ ان میں 8,20,000 غیر ملکی مسلمان ہیں 30,000 سے 50,000 کے درمیان وہ مسلمان ہیں جنہیں اٹلی کی شہریت دی گئی ہے۔ اور اٹلی کے وہ شہری جو عیسائیت چھوڑ کر اسلام کے دائرے میں آئے ہیں ان کی تعداد 10,000 کے لگ بھگ ہے۔ اس تعداد میں ایک لاکھ سے ڈیڑھ لاکھ کی تعداد کا اضافہ ان افراد کا کرنا پڑتا ہے جو غیر قانونی تارکینِ وطن ہیں۔

اس طرح مسلمان اٹلی کی کل آبادی کے 1.4% حصے کی نمائندگی کرتے ہیں۔ 55% مسلمان شمالی اٹلی میں رہتے ہیں، 25% وسطی اٹلی میں اور 20% جنوبی اٹلی میں رہائش پذیر ہیں۔ آج کل مسلم امیگرینٹس کی تعداد میں بھی 25% کمی ہوئی ہے جب کہ اسی نسبت سے غیر مسلم امیگرینٹس کی آمد میں آضافہ ہوا ہے۔

اسلام آن لائن ڈاٹ نیٹ (www.islamonline.net) کے مطابق اٹلی کے مسلمان درحقیقت ایک ملین سے زائد ہیں اس لئے کہ اٹلی میں رجسٹرڈ مسلم صرف ایک ملین ہیں اور غیر قانونی طور پر آئے ہوئے مسلم تارکین وطن اس کے علاوہ ہیں۔ اطالوی مسلمانوں کا ایک بڑا حصہ صحیح العقیدہ مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ مجموعی طور پر مسلم افراد کی یہ تعداد عیسائیت کے گھر میں بھی ان کو دوسرے بڑے مذہب کے پیروکار بناتی ہے۔

59.7% مسلمان تارکین وطن کا خیال ہے کہ مسلمان خواتین کو حجاب کے مسئلے میں آزاد چھوڑ دینا چاہیے کہ وہ اپنی مرضی سے جہاں ضرورت محسوس ہو وہاں حجاب کریں اور جہاں نہ ہو، وہاں حجاب سے اجتناب کریں۔ 30% اطالوی مسلمان ایسے ہیں جو مذہبی فرائض کی انجام دہی سے غافل ہیں۔ صرف 50% مسلمان مساجد میں باقاعدہ جماعت ادا کرتے ہیں اور دیگر مذہبی فرائض ادا کرتے ہیں۔ 1.5% مسلمان ایسے ہیں جو ایک سے زائد بیویاں رکھتے

ہیں۔

اٹلی میں عیسائیت چھوڑ کر اسلام میں آنے والے اشخاص کی تعداد تیزی سے بڑھ رہی ہے، عموماً یہ افراد وہ ہیں جو تعلیم یافتہ اور کھرے کھوٹے کی پہچان رکھنے والے ہیں ان میں اعلیٰ عہدے داران سے لے کر عام افراد تک سب شامل ہیں۔اس کی چند مثالیں درج ہیں:

1994-95 میں سعودیہ میں اٹلی کے سفیر Mario Scialoja نے اسلام قبول کیا، وہ اقوام متحدہ میں اٹلی کے مستقل نمائندے بھی تھے۔

25 نومبر 2001 کو Torqato Cardilli کی 59 ویں سالگرہ تھی، اس وقت وہ سعودی عرب میں قونصلر تھے۔ اپنی 59 ویں سالگرہ کے دن انہوں نے اسلام قبول کر کے اپنے متعلقین کو حیران کر دیا۔ انہوں نے اورینٹل کلچر اینڈ لینگویجز میں یونیورسٹی آف نیپلز سے گریجویشن کیا۔ انہوں نے بحیثیت قونصلر البانیہ اور تنزانیہ میں بھی خدمات انجام دی ہیں۔تبدیلی مذہب کے اس عمل کی بنیاد برسوں پر محیط اس مطالعے پر استوار ہے جو انہوں نے اسلامی تعلیمات اور اسلام کے بارے میں کیا۔ انہوں نے قبولِ اسلام پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ''میں اسلام کی صداقت اور سچائی سے بخوبی واقف ہو چکا ہوں اور اس عمل میں میری رہنمائی قرآن کریم کے باقاعدہ مطالعے نے کی''۔

۷۰ کے پیٹے میں چلنے والے عبدالرحمٰن سابق کیتھولک ہیں جو 1974ء میں مشرف بہ اسلام ہوئے اور اب میری کارڈیاسو (میلان) مسجد کے امام ہیں اور ساتھ ساتھ عربی اور اسلامی ثقافت کے استاد بھی ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ ''اٹلی میں تبدیلی مذہب کا شعور بڑھ رہا ہے، ہر دن لوگ قبولِ اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں۔کل ایک آتا تھا، آج کل ہر روز دو آتے ہیں، یہ افراد پورے اٹلی سے آتے ہیں اور ان کا تعلق مختلف ثقافتوں اور پس منظر سے ہوتا ہے، اور سب کے قبولِ اسلام کی وجوہات بھی مختلف ہوتی ہے۔

(۱) مسلم تنظیمیں الاتحاد الاسلامی فی الغرب: اٹلی میں مسلمانوں کی اس پہلی تنظیم کا قیام دوسری عالمی جنگ کے بعد عمل میں آیا تھا، بنیادی طور پر اسے مشرقی یورپ کے اشتراکی ملکوں سے آنے والے مسلمان پناہ گزینوں کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ان مہاجر مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی۔اس تنظیم نے مسلمانوں کے لئے قبرستان کی جگہ حاصل کی۔حکومت سے اسلامی شادیوں کو تسلیم کروایا اور شرعی فرائض کی ادائیگی کے سلسلے میں کام کیا، اس تنظیم کی سرگرمیوں میں لبنان اور لیبیا کے مسلمان نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

۲۔مرکز اسلامی روم: مسلمانوں کی دوسری تنظیم مرکز اسلامی روم ہے جسے ۱۹۶۶ء میں عرب ملکوں کے سفارت خانوں

کےتعاون سے قائم کیا گیا۔ ۱۹۷۱ء تک اس کے ساڑھے سات سوارکان تھے۔ اس کے امینِ عام قاماری ایران اور امیر ابوالقاسم امینی مقرر ہوئے، اس مرکز نے بہت زیادہ اسلامی خدمات انجام دی ہیں۔ ۱۹۷۳ء میں رابطہ عالم اسلامی کے وفد کے دورے کے بعد مرکز کی سرگرمیاں بہت بڑھ گئیں۔ ۱۹۷۴ء میں رابطہ نے ایک لبنانی شیخ کو یہاں کا امام مقرر کیا۔ اس مرکز سے اطالوی زبان میں اسلام پر کتابیں شائع کی جاتی ہیں۔ ایک ماہنامہ بھی باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے۔ مرکز شرعی فرائض، عیدین کی نمازوں کے انتظام، شادی بیاہ اور تدفین کے فرائض کو بھی انجام دیتا ہے۔ مرکز کی مجلس عاملہ اسلامی ملکوں کے سفیروں پر مشتمل ہے جن میں پاکستان بھی شامل ہے۔ اس مرکز نے سعودی حکومت کے خرچ پر تیس لاکھ قرآن کریم اٹلی میں چھپوا کر تقسیم کروائے ہیں۔

۱۹۸۳ء سے اس مرکز نے مذاہب عالم کے تقابل کے موضوع پر ہونے والی کانفرنسوں میں شرکت شروع کی۔ اس مرکز کے تحت ایک مدرسہ صبح اور شام کے اوقات میں مذہبی تعلیم فراہم کرتا ہے۔

۳- اس کے علاوہ **اتحاد الطلبۃ الاسلامی** نامی تنظیم بھی مختلف شہروں میں کام کر رہی ہے۔

مساجد: مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد ہونے کے باوجود ۱۹۸۱ء تک اٹلی میں کوئی مسجد موجود نہیں تھی۔ نماز عارضی مقامات پر ہوتی تھی۔ اٹلی کی سب سے پہلی مسجد ۱۹۸۱ء میں تعمیر ہوئی جو پلرمو (سسلی) میں واقع ہے اور اس کا نام مسجد عمر ہے۔ اس کی تعمیر کے لئے لیبیا نے تعاون کیا تھا۔ دوسری مسجد ۱۹۸۸ء میں تعمیر ہوئی۔ اس کا نام مسجد الرحمان ہے اور یہ سیگریٹ (Sēgrate) میلان میں قائم کی گئی۔ اس کی تعمیر کے لئے زیادہ تر تعاون غیر ملکی مسلمانوں اور نومسلم افراد نے کیا۔ بسری مسجد کا افتتاح ۱۹۹۵ء میں روم میں مونتے انتین نامی محلے میں کیا گیا۔ یہ مسجد یورپ کی سب سے بڑی مسجد شمار کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ پورے اٹلی میں تقریباً 214 مقامات ایسے ہیں جہاں مسلمان مذہبی فرائض ادا کرتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر شمالی اٹلی میں ہیں۔ جن کا تناسب 60.7% بیان کیا جاتا ہے۔

عمومی حالات: اٹلی میں اگرچہ شخصی قوانین نافذ نہیں ہیں مگر مذہبی آزادی ہے۔ قرآن کریم اور دوسری اسلامی کتب باآسانی دستیاب ہیں۔ اطالوی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ موجود ہے لیکن غیر مسلموں کا کیا ہوا ہے۔ قرآن کریم کے ترجموں کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ اطالوی زبان میں چار اچھے ترجمے موجود ہیں۔ ایک ترجمہ بوسانی (Bausani) کا ہے جو ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا، اس میں محمد مارماڈیوک لکھتال کے انگریزی ترجمے کی طرح آیت بہ آیت ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس سے پہلے بونیلی اور پیرو نے ترجمے کئے تھے۔ بونیلی کا ترجمہ لفظی ہے جب کہ باوسانی کا ترجمہ بامحاورہ اور سلیس ہے۔ ایک اور ترجمہ مارتینو ماریو مورینو (Martino Mario Moreno) کا ہے جو بونیلی

اور باد سانی کے ترجموں کے درمیان کڑی کی حیثیت رکھتا ہے۔

مشکلات و مسائل: اٹلی کی وزارت داخلہ کے مطابق اٹلی میں دس گروپ ایسے ہیں جو اسلام کے نام پر اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ان میں قادیانی بھی شامل ہیں یہ گروہ زیادہ تر متحرک رہتا ہے جس کے لئے فنڈز یورپ کے دیگر شہروں خصوصاً لندن سے وصول ہوتے ہیں۔اس کے باوجود بھی کافی قادیانی حضرات حلقۂ اسلام میں داخل ہوتے رہتے ہیں۔روزنامہ امت کراچی اپنی ۲۸ نومبر ۲۰۰۳ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

''اٹلی کے شہر بلونیا میں مقیم جماعت احمدیہ کے مرکزی رہنما رحمت خان نے اپنے اہل خانہ کے ہمراہ جماعت احمدیہ سے علیحدگی اختیار کر کے، اسلام قبول کرلیا ہے اور عید الفطر کے موقع پر اس کا باضابطہ اعلان بھی کیا ہے۔اٹلی میں گزشتہ چند برسوں میں ۳۴ افراد نے قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کیا ہے۔رحمت خان کے ساتھ ان کے ۱۳ افرادِ اہل خانہ نے بھی اسلام قبول کیا ہے، ان کا تعلق کھاریاں گجرات سے ہے اور وہ گزشتہ کئی سالوں سے اٹلی میں ہیں اور جماعت احمدیہ کے مرکزی قائدین میں شامل تھے۔قادیانی قیادت ان کی علیحدگی سے سخت پریشان ہے۔علیحدگی کی وجوہات کے بارے میں ذرائع کا کہنا ہے کہ انہوں نے قادیانی مذہب اور اسلام کے گہرے مطالعے کے بعد فیصلہ کیا کہ قادیانی مذہب باطل ہے۔مذکورہ اطلاع کے حوالے سے عالمی مبلغ ختم نبوت اور ختم نبوت اکیڈمی کے سربراہ مولانا عبدالرحمٰن نے کہا کہ اس بات کی تصدیق ہوگئی ہے کہ رحمت خان نے اپنے خاندان کے ۱۳ افراد کے ساتھ اسلام قبول کرلیا ہے۔انہوں نے کہا کہ برطانیہ کے علاقے لنکا شائر میں مقیم اسی خاندان کے ایک اہم فرد نے ان سے رابطہ کر کے انہیں رحمت خان کے اس فیصلے سے آگاہ کیا ہے''۔

اٹلی میں بہائی بھی متحرک ہیں اور انہوں نے قرآن کریم کا اطالوی زبان میں گمراہ کن ترجمہ کیا ہے۔ابھی حال ہی میں عبدالھادی پلاذی نامی ایک ماڈریٹ مسلم کی سرگرمیاں کافی زیادہ ہوتی جارہی ہیں جو حقیقی اسلام کی روح اور تعلیمات میں اپنی تأویلات کرتا ہے مزید یہ کہ اپنی ایک کمیونٹی بنا کر اسکے زیر اہتمام مسجد تعمیر کر کے گمراہ کن عقائد و نظریات کا پرچار کرتا ہے۔مذکورہ شخص کی تنظیم کا نام ''اٹالین مسلم اسمبلی'' ہے۔اس کے زیرِ اہتمام ایک ویب سائٹ بھی کام کررہی ہے۔جہاں ظاہری طور پر اسلام کی خوشنما تصویر پیش کی ہے مگر سائٹ پر موجود بیانات و مضامین پڑھ کر ہی ان کی نامعتبری، غیر موزونیت اور گمراہ کن ہونے کا صحیح اندازہ کیا جاسکتا ہے۔یہ شخص اسرائیل کا حامی ہے اور اس جماعت کا استدلال قرآنی آیات سے کرتا ہے۔اس کا تعلق شام سے ہے اور اس کا والد اٹالین تھا، جس نے عیسائیت سے اسلام اختیار کیا تھا۔

عالمی حالات میں تغیرات کے بعد اٹلی میں بھی اس کا اثر دیکھنے کو ملتا ہے۔وزارتِ داخلہ اور کچھ دائیں بازو

ی انتہا پسند جماعتوں کے اراکین کی جانب سے ایسی کوششیں ہوتی رہتی ہیں۔روزنامہ ٹیلی گراف لندن اپنی ۷ جولائی ۲۰۰۴ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ:

''اٹلی کے شمالی حصے کے ایک ٹاؤن کے میئر نے حجاب کے لئے استعمال ہونے والے کپڑے کے استعمال پر پابندی عائد کردی ہے۔تفصیلات کے مطابق (Azzano Decimo) نامی ٹاؤن (آبادی 13,000) کے میئر (Enzo Bortolotti) نے ''پبلک سیفٹی'' ایکٹ کے تحت حجاب یا اس قسم کی دیگر اشیاء جو چہرہ چھپانے کے مصرف میں آتی ہیں، کے استعمال پر پابندی لگادی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ زینوفوبک ناردن لیگ سے تعلق رکھنے والے میئر کا مقصد اسلامی کلچر کو روکنا ہے، تاکہ وہ اس کے زیرِ انتظام ٹاؤن میں زیادہ غلبہ نہ اختیار کر سکے۔ اٹلی کی وہ خواتین جو کسی مسلمان سے شادی کر کے مذہب تبدیل کر لیتی ہیں، ان کے خلاف اٹالین بشپ کونسل نے ایک عوامی تنبیہ جاری کی ہے کہ ایسی خواتین اس طرح کی شادیوں سے گریز اختیار کریں اور اجتناب کریں اسلئے کہ دونوں مذاہب اور کلچر میں بہت زیادہ فرق ہے''۔

اس طرح کی شادی کر کے مسلمان ہونے والی خواتین میں سے ایک خاتون ثمینہ ہیں، جو اٹلی کے محکمۂ صحت میں کام کرتی ہیں۔وہ اپنے ردعمل کا یوں اظہار کرتی ہیں: ''اس قسم کے اعلانات واقدامات سے چرچ دراصل ہر اس چیز کو ختم کرنا چاہتا ہے جو اسکے مخالف ہے۔ نیز چرچ کی اس قسم کی سرگرمیوں کی ایک طویل تاریخ ہے''۔ وہ مزید کہتی ہیں: ''اٹلی کی مقامی ہوکر مسلمان ہونا حقیقت میں سچے اطالوی ہونے کی دلیل ہے، اس لئے کہ اٹلی کا ماضی اسلامی تھا''۔ ثمینہ اٹلی کے محکمۂ صحت میں کام کرتی ہیں۔

اٹلی میں زیادہ تر رہنے والے ماڈریٹ مسلمان وہ ہیں جو کام کی تلاش میں یہاں آئے ہوئے ہیں۔اور کام کی خاطر وہ مذہبی اقتدار کے حوالے سے کافی لچک کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

مسلم کمیونٹی کو پیش آنے والی مشکلات میں یہ بھی ہے کہ اٹلی کی حکومت نے ابھی تک مسلمانوں کو باضابطہ سرکاری تصدیق جاری نہیں کی، اس لئے اسلام اٹلی کی حکومت کے تسلیم شدہ مذاہب میں سے نہیں ہے، اس کے برعکس کم تر افراد رکھنے والے دیگر مذاہب: یہودیت، بدھ مت اور بہائی، اٹلی کے تصدیق یافتہ مذاہب ہیں۔اس حوالے سے مسلمانوں کو اپنی مذہبی تعلیم دینے، مساجد کی تعمیر کرنے، اپنی جماعتیں اور انجمنیں بنانے اور مسلمانوں کی شادی کے عمل کو قانونی حیثیت دلوانے میں مشکلات کا سامنا ہے۔اس کے باوجود اٹلی میں اسلام کی نشوونما بہت تیز ہے اور گزشتہ ۱۶ برس میں اسلامک سینٹرز اور مسلم کلچر سینٹر بشمول مساجد کی تعداد ۱۲ سے بڑھ کر ۴۰۰ تک ہو چکی ہے۔

ویال جینز مسجد اور ثقافتی مرکز میلاک کے ذمہ دار عادل حمید شاری جو لیبین نژاد ہیں اور اٹلی میں ۴۰ سال سے

رہ رہے ہیں، اس حوالے سے جب ان سے پوچھا گیا کہ وہ معاشرے میں پائی جانے والی ان مشکلات کے بارے میں کیا کہتے ہیں، جن کا سامنا مسلمانوں کو ہے تو ان کا کہنا تھا:

''اس یک پہلو کیتھولک معاشرے کا مسئلہ یہ ہے کہ یہ معاشرہ اپنے علاوہ دوسروں کو انسان نہیں سمجھتا۔ ہمیں اٹلی کے قانون سے شکایت ہے۔ ہم ان کا احترام کرتے ہیں، ہم یہ مطالبہ نہیں کرتے کہ ہمیں چار شادیوں کی اجازت دی جائے یا ہمارے لئے جمعہ کی تعطیل کی جائے، ہم یہ چاہتے ہیں کہ اٹلی کی حکومت اس بات کو واضح کرے کہ حقیقی اطالوی شہری کون ہوتا ہے؟ تاکہ ہم اچھے مسلمان اطالوی بن سکیں۔ اسلام لڑائی، نفرت اور جنگ کا مذہب نہیں اور نہ ہی تارکین کو دہشت گردی کا سبق دیتا ہے۔ اسلام تحمل و بردباری اور برداشت کا مذہب ہے''۔

سیاسی طور پر کوئی مسلمان سیاست دان سیاسی منظر نامے پر نہیں ہے اس لئے کہ صرف 50,000 سے 1,00,000 تک ہی مسلم افراد ہیں جو ووٹ ڈالنے کے حق دار ہیں۔ ستمبر 2003 میں یہ قانون بھی پاس کیا گیا کہ جو مساجد اطالوی قوانین وقواعد کی خلاف ورزی کریں گی، انہیں بند کر دیا جائے گا۔

اٹلی میں مسلمان اگرچہ 1.4% ہی سہی مگر اپنی موجودگی کا احساس بخوبی دلاتے رہتے ہیں۔ بدنام زمانہ خاتون مصنفہ اوریانہ فلاسی (Oriana Fallaci) کی اسلام مخالفانہ کتاب کے خلاف مقامی مسلمان عادل اسمتھ کی کوششیں لائقِ تحسین ہیں۔ اٹالین مسلم یونین سے تعلق رکھنے والے عادل نے ایک پراسیکیوٹر کی مدد سے عدالت میں اوریانہ کے خلاف مقدمہ درج کروایا اور عدالت نے فلاسی کو حاضرِ عدالت ہونے کا حکم نامہ جاری کیا جس کی فلاسی نے تعمیل نہ کی لہٰذا عدالت نے اس پر چارجز لگا دیئے۔ اور فلاسی اب نیویارک میں رہائش پذیر ہے۔

اطالوی قوانین کی بناء پر اسکولوں میں اسلامی تعلیم کا نہ ہونا ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر مسلم رائے تقسیم شدہ ہے۔ کچھ مسلمان اس بات کے حق میں ہیں کہ ان کے بچوں کو مقامی اسکولوں میں دیگر مذاہب کی تعلیمات کے بارے میں دیئے جانے والے اسباق سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ اس بارے میں ایک مقدمہ بھی دائر کیا گیا جس کا فیصلہ عدالت نے حیرت انگیز طور پر مسلمانوں کے حق میں دیا۔ جس پر کیتھولک عوام میں بے چینی اور تشویش کی لہر دوڑ گئی جس کا نتیجہ نسلی اور مذہبی تعصب کے نتیجے میں سامنے آ رہا ہے۔ دوسرا گروہ اس بات کا حامی ہے کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہمارے بچے بھی اسکولوں میں پڑھتے ہیں وہ خوش ہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ انہیں روزگار دلوایا جائے۔ درحقیقت مسئلہ مسلمان طلباء کی ملازمت کا ہے۔ اس لئے ہمیں اس بات کو پس پشت ڈال کر اطالوی معاشرے سے مطابقت حاصل کرنی ضروری ہے۔

☆......☆......☆